(۳۲)

کامیابی کیلئے دعویٰ کے مطابق عمل ضروری ہے

(فرمودہ ۲۴۔جولائی ۱۹۱۴ء)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ [1]

پھر فرمایا:۔

منہ سے ایک بات کا دعویٰ کرنے اور اس پر عمل کر کے دکھانے میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے اگر انسانوں کے زبانی دعووں پر جائیں تو یہ دنیا کچھ اور کی اور ہی بن جائے بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی بڑے پیار اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو دشمن ثابت ہوتے ہیں اس لئے اگر ہر ایک کے دعویٰ پر یقین کر لیا جائے تو دنیا میں اندھیر پڑ جائے ہر ایک شخص کے دعویٰ کا تجربہ اس کے عمل کے بعد ہوتا ہے جو لوگ کسی بات پر یونہی یقین کر لیتے ہیں وہ اکثر دھوکا کھاتے ہیں۔ اپنے منہ سے تو یہودی، عیسائی، ہندو، مسلمان سب ہی کہتے ہیں کہ ہم نجات پا جائیں گے۔ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہے لیکن ان سب میں سے کس کس کی بات مانی جائے۔ دراصل اسی کی بات ماننے کے قابل ہے جو اپنی بات کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور جو عمل سے تائید نہیں کرتا وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی بات مانی جائے۔

پاگل اور عقلمند میں فرق:۔

مَیں ہمیشہ اس بات پر غور کرتا ہوں کہ پاگل اور عقلمند میں کیا فرق ہوتا ہے تو مجھے یہی بات ثابت ہوئی ہے کہ پاگل وہی ہوتا ہے جو ایک بات کا دعویٰ تو کرے لیکن عمل سے اس کو ثابت نہ کرے۔ اور دانا وہ ہوتا ہے جو جس بات کا دعویٰ کرے اس کو عمل سے ثابت کردے۔ مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ میں بادشاہ ہوں اور دراصل وہ بادشاہ نہ ہو تو لوگ اسکو پاگل کہیں گے لیکن اگر ایک شخص اپنے آپ کو بادشاہ کہے اور فی الواقع وہ بادشاہ ہو تو اسکو کوئی پاگل نہیں کہے گا۔ اسی طرح وہ شخص جو ٹھیکریوں کو روپے اور اینٹوں کو سونا چاندی کہے پاگل ہوتا ہے لیکن روپوں کو روپے اور سونے چاندی کو سونا چاندی کہنے والے کو کوئی پاگل نہیں کہتا۔ پس یہی پاگل اور عقلمند میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ اکثر لوگ نیک اور متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ نہیں ہوتے تو دنیا انہیں پاگل نہیں کہتی۔ حالانکہ اس پاگل اور اس پاگل میں (جس کو لوگ پاگل کہتے ہیں) کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ بھی ایک دعویٰ کرتا ہے جس کا ثبوت اس کے پاس نہیں ہوتا اور یہ بھی متقی اور پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کو اپنے عمل سے ثابت نہیں کرسکتا۔

وعدہ پر قائم رہنا:

اسی طرح بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو وعدہ تو کرتے ہیں لیکن اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے وعدوں کے مطابق کررہے ہیں لیکن ان کا عمل ان کی بات کی تصدیق نہیں کرتا۔ دوسری قوموں کو کیا کہنا ہے۔ مسلمانوں کو ہی دیکھ لو کہ ایک مسلمان کتنے وعدے کرتا ہے پہلے کلمہ پڑھتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یہ کتنی بڑی شہادت ہے۔ کہتا ہے کہ میں خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا۔ تمام طاقتیں، خوبیاں اور بڑائیاں اسی کیلئے ہیں۔ میں کسی کو خدا تعالیٰ ایسی عزت نہیں دیتا۔ کسی کو اس سے زیادہ طاقتور نہیں سمجھتا۔ لیکن باوجود یہ باتیں کہنے کے کہیں عزت کی وجہ سے، کہیں نفس کی خواہشات کی وجہ سے، کہیں عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے سازشیں کرتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، چوری، ڈاکہ زنی، قتل اور طرح طرح کے فسق و فجور کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہوں۔ کنچنیاں بھی باوجود اس قدر گندی اور پلیدی کے یہی کہتی ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جیل خانوں میں اگر خطرناک سے خطرناک جرم کے قیدی سے بھی پوچھا جائے تو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مسلمان ہوں۔ حالانکہ مسلم وہ ہوتا ہے جس

کے دل میں خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی چیز کی عظمت، محبت، طلب اور پیار نہ ہو۔ لیکن ایک شخص تمام افعال بد کرتا ہوا بھی یہی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو یہ کہاں مسلمان ہوسکتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننا:۔

پھر ایک شخص محمدؐ رسول اللہ کہتا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کو میں مانتا ہوں۔ لیکن صریحًا آپؐ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ تو بہت منہ سے بہت کچھ کہتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ یہی وجہ اسلام کے تنزل کی ہے کہ مسلمان باوجود لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہم خدا سے ہی محبت رکھتے ہیں اور کسی سے نہیں رکھتے اوروں سے تعلق رکھنے لگے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے ان کی پرواہ نہ کرنے لگے اور اپنے نفس، ماں، باپ، حاکم، دوست وغیرہ کا تو حکم مانتے ہیں لیکن اگر کسی کا حکم نہیں مانتے تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہیں مانتے۔ کہنے کو تو سب کہتے ہیں کہ ہم متقی ہیں، پرہیزگار ہیں، ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے لیکن جس شرط کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں جب اس کو پورا نہیں کرتے تو وہ مسلمان کس طرح ہوسکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا ان سے تعلق کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ یہ تو سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ پہلی قوموں کو اسی عادت نے تباہ کیا کہ جو کچھ وہ کہتی تھیں وہ کرتی نہ تھیں۔ مسلمان بھی اسی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں۔ اب مسلمان اس وقت تک کبھی ترقی نہیں کرسکیں گے جب تک کہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں وہ عمل سے نہ کر دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہودیوں سے پکا عہد لیا اور بحالیکہ وہ طور کے دامن میں تھے کہا جو کچھ تم کو دیا جاتا ہے اس کو مضبوط پکڑنا اور ان باتوں کو خوب یاد رکھنا تاکہ تم عذاب سے بچو۔ لیکن پھر تم اس کے بعد پھر جاتے ہو۔ تَوَلَّیۡتُمۡ کی مثال مسلمانوں کے اعمال میں ہے۔ کہ وہ خدا کے حضور پانچ وقت اقرار کرتے ہیں۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ[۲] ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں اور تیرے حکم کے خلاف کچھ نہیں کریں گے مگر پھر مسجد سے نکلتے ہی احکام الٰہی کی خلاف ورزی شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی اور تم کو تمہارے اعمال کی وجہ سے سزا دی جاتی تو تم بڑے گھاٹا پانے والوں میں سے ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے سزا دینا شروع کرے تو کوئی بھی دنیا

میں نہ بچ سکے۔ خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل ہوتا ہے کہ ڈھیل دیتا ہے۔ پس شریف وہی ہوتا ہے جو رحم کو دیکھ کر فائدہ اٹھائے اور سزا سے بچے۔

دُعا:۔

خدا کرے تم سب لوگ شریف بنو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کو دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کرو۔ اگر خدا ہماری غلطیوں کو دیکھ کر پکڑتا نہیں تو یہ اس کی ستاری ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اصلاح کر لو اور جو وعدے کئے ہیں ان پر قائم رہو۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہو کہ اے الٰہی! جو ہم نے وعدے کئے ہیں ان کے پورا کرنے کی آپ ہی ہمیں توفیق دینا۔ ہم تو بہت کمزور ہیں۔

(الفضل ۳۰۔ جولائی ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرة: ۶۴، ۶۵

۲؎ الفاتحة: ۵